اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبد القادر صاحب کی علمی تحقیق کا تقابلی جائزہ

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

المعروف

جواہر التحقیق

تحقیقات

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ

امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و اضافات

شیخ الحدیث علامہ قاضی

عبد الرزاق بھترالوی حطاروی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم گھریال راولپنڈی

مکتبہ امام احمد رضا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالقادر صاحب کی

علمی تحقیق کا تقابلی جائزہ

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

المعروف

جواہر التحقیق

تحقیقات

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ

امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و اضافات

شیخ الحدیث علامہ قاضی

عبدالرزاق بھترالوی حطاروی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم شکریال راولپنڈی

مکتبہ امام احمد رضا

نام کتاب : جواہر التحقیق

مصنف : شیخ الحدیث علامہ قاضی عبدالرزاق بھترالوی حطاروی مدظلہ العالی

مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم شکریال راولپنڈی

کمپیوٹر ورک : حافظ محمد اسحاق ہزاروی

کمپوزر : محمد مقرب ستی

ہدیہ : 450/-

ناشر :

مکتبہ امام احمد رضا

کری روڈ، شکریال راولپنڈی

051-4907446,0321-5098812

Website:www.jamia jamtia.com

E.Mail:Mehrul.uloom@yahoo.com

اجمالی فہرست

پہلا مقدمہ: عقل ونقل کی کثیر دلیلیں اس پر شاہد ہیں کہ کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی سے پھیرنا بغیر ان وجوہ کے جو مجاز کا تقاضا کرتی ہیں تاویل نہیں بلکہ تفسیر وتبدیل ہے جو جائز نہیں۔

دوسرا مقدمہ: تفاسیر کی ہر بات کو ماننا ضروری نہیں، جب تک اس پر عقلی ونقلی دلیل نہ پائی جائے۔ اگر تفاسیر میں مرجوح، ضعیف اقوال ہوں تو ان کا چھوڑنا ضروری ہے۔

تیسرا مقدمہ: تفاسیر میں کبھی اقوال متعارضہ پائے جاتے ہیں، ان میں جو روشن تر اور قوی ہو صرف وہی لیا جائے گا۔

چوتھا مقدمہ: ''اتقی'' کی تفسیر ''تقی'' سے ابوعبیدہ سے منقول ہے وہ خارجیوں کا عقیدہ رکھتا تھا۔

پانچواں مقدمہ: جن مفسرین نے ''اتقی'' کی تفسیر ''اتقی'' سے کی ہے انہوں نے ''اشقی'' کی تفسیر ''شقی'' سے کی ہے، اس کی وضاحت تفصیل میں آرہی ہے۔

﴿پانچوں مقدمات کو تفصیل سے دیکھئے﴾

پہلے مقدمہ کی تفصیل:

عقل ونقل کی کثیر دلیلیں اس پر متفق ہیں کہ الفاظ کو اپنے ظاہری معنی سے پھیرنا منع ہے، جب تک کہ سخت حاجت نہ ہو۔ تاویل جو لفظ کو ظاہری معنی سے پھیرے بغیر دفع نہ ہو'' والا لم یکن هذا تاویلا بل تغییرا و تبدیلا '' ورنہ یہ بے ضرورت پھیرنا تاویل نہ ہوگا بلکہ تغییر وتبدیل ہوگا۔

اگر بغیر ضرورت کے الفاظ کو ظاہر معنی سے پھیرنے کا دروازہ کھل جائے تو

نصوص شرعیہ یعنی قرآن وحدیث پر اعتبار اٹھ جائے گا جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور یہ مسئلہ چونکہ بہت ظاہر ہے اس لئے ہمیں اس پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ بعض علماء کرام نے اسے عقائد کی کتب کے متن میں درج کیا ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ الفاظ کو بغیر ضرورت کے ظاہر معنی سے پھیرنا منع ہے۔

بدمذہبوں کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ الفاظ کو ظاہری معانی سے پھیر دیں:

وانه لحقيق به فان قصارى همم المبتدى عن آخرهم انما هو صرف النصوص عن الظواهر و ارتكاب تاويلا ت فاسدة و احتمالات كاسدة واعذار باردة فوجب علينا حسم مادتها بايجاب حمل النصوص على ما يعطيه ظاهرها الا بضرورة ابدا وهذا ظاهر جدا "

اور یہ مسئلہ اسی کا حقدار ہے کہ الفاظ کو ظاہری معنی سے بغیر ضرورت کے نہ پھیرا جائے اس لئے کہ بدمذہبوں کی ساری کوشش یہی ہے کہ عبارات شرعیہ کو ان کے ظاہری معانی سے پھیر دیں اور فاسد تاویلوں اور کھوٹے احتمالوں اور نہ چلنے والے بہانوں کے مرتکب ہوں تو ہم پر واجب ہے کہ نصوص شرعیہ کو مقام ضرورت کے سوا ہمیشہ ان کے ظاہری معانی پر رکھنا واجب بتا کر ان تاویلات کا مادہ کاٹ دیں اور یہ بات بہت واضح ہے۔

حقیقت کو چھوڑ کر مجازی معانی لینے کے مواقع:

پہلے قانون کو مد نظر رکھیں:

"ومن حکم هذا الباب ان العمل بالحقيقة متى امكن سقط المجاز لان المستعار لايزاحم الاصل"

حقیقت ومجاز کا حکم یہ ہے جب تک حقیقت پر عمل ممکن ہو تو مجازی معنی مانگ کر لیا جاتا ہے، مانگی ہوئی چیز اصل کے برابر نہیں ہوسکتی۔

(۱) کبھی حقیقی معنی چھوڑا جاتا ہے دلالت محل کلام کی وجہ سے، حقیقی معنی لینے سے کذب لازم آئے، جیسے حقیقی معنی لینے سے معصومِ ذات پر گناہ ثابت ہورہا ہو تو مجازی معنی لینا ضروری ہوگا، اس لئے ''عصى آدم ربه فغوى'' اور ''لئن اشركت ليحبطن عملك'' جیسے الفاظ کے مجازی معانی لینے ضروری ہوں گے وغیرہ کذلک۔

(۲) دلالت عادت کی وجہ سے حقیقی معنی چھوڑ دیا جائے گا، اسی دلالتِ عادت میں حقیقتِ متعذرہ اور حقیقتِ مہجورہ دونوں ہی داخل ہیں۔

حقیقتِ متعذرہ کی مثال جیسے کوئی کہے ''لا آكل من هذه النخلة'' میں اس کھجور کے درخت سے نہیں کھاؤں گا تو اس سے مراد کھجور کا درخت نہیں بلکہ اس کا پھل یا قیمت مراد ہے کیونکہ حقیقی معنی عقل وعادت میں متعذر ہے بلکہ واقع میں بھی متعذر ہے۔

حقیقت مہجورہ جو متعذر تو نہ ہو لیکن اسے عادت کے مطابق چھوڑ دیا گیا ہو یا شرعاً چھوڑ دیا گیا ہو۔ عادتِ مہجورہ کی مثال جس طرح کوئی شخص کہے ''لا اضع قدمی فی دار فلان'' میں فلاں کے گھر اپنا قدم نہیں رکھوں گا۔ اس کا مجازی معنی لیا جائے گا میں فلاں کے گھر داخل نہیں ہوگا، اگرچہ صرف جوتوں کے بغیر ننگا قدم رکھنا اور خود باہر بیٹھنا ممکن تو ہے لیکن عادۃً اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔

شرعاً مہجور کی مثال جس طرح کوئی شخص اپنے جھگڑے میں وکیل بنائے تو اس کا حقیقی معنی تو یہ ہے کہ اپنے مؤکل کی وہ طرف داری کرے، دوسرے کی ہر بات کا انکار کرتا رہے لیکن شرعاً اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ مجازی معنی لیا جائے گا بلکہ مراد صرف جواب دینا ہے اور حق بات کو تسلیم کر لینا اور باطل کا انکار کرنا۔

(۳) ''بدلالة معنى يرجع الى المتكلم كما فی يمين الفور'' تیسری وجہ حقیقی معنی کو چھوڑنے کی معنی کی دلالت ہے جو متکلم کی طرف لوٹتی ہے جیسے

حالت غضب میں عورت گھر سے نکلنا چاہتی ہے اور مرد کہتا ہے: ''ان خرجتِ فانتِ طالق'' اگر تو نکلی تو تجھے طلاق ہے۔ وہ اسی حالت غضب میں نکلی تو طلاق ہوگی، غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلی تو طلاق نہیں ''ان خرجتِ'' مطلق کو مجازی طور پر فورانِ غضب مقید کر دیا گیا۔

(۴) جہاں حقیقی معنی چھوڑا جاتا ہے ''دلالتِ سیاقِ نظم'' سیاق وسباق دونوں ہی مراد ہیں یعنی اس لفظ سے یا بعد میں ایسے الفاظ ہوں جس سے پتہ چل جائے کہ اس کا حقیقی معنی مراد نہیں، جیسے رب تعالیٰ کا ارشاد ''فمن شآء فليؤمن ومن شاء فليكفر انا اعتدنا للظالمين نارا'' جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے بیشک ہم نے تیار کر رکھا ہے ظالموں کیلئے آگ کو۔

یہاں بظاہر سمجھ آرہا تھا کہ کفر کی اجازت دی گئی بلکہ حکم دیا لیکن بعد والے مضمون سے پتہ چلا کہ کفر کی اجازت نہیں بلکہ وعید ہے کہ ہم نے تمہیں اختیار دیا ہے تم اپنے اختیار سے کفر کرنا چاہو تو کرو لیکن جہنم کا ایندھن بنو گے۔

(۵) ''بدلالة اللفظ فی نفسه'' لفظ کا ماخذ اشتقاق اور مادہ (حروف) دلالت کرے کہ یہاں حقیقی معنی نہیں لیا گیا بلکہ مجازی معنی لیا گیا ہے جس طرح کوئی آدمی قسم اٹھائے ''لا آكل لحما'' میں گوشت نہیں کھاؤں گا تو اس لفظ سے مچھلی کا گوشت کھانے سے حانث نہیں ہوگا کیونکہ ''لحم'' اپنے حقیقی معنی کے لحاظ پر متولد من الدم پر بولتے ہیں۔ ''لحم سمك'' پر مجازی طور پر لحم کا اطلاق ہے کیونکہ مچھلی میں خون نہیں۔ (حسامی مع نامی)

اس تفصیل کے بعد واضح ہوا:

کہ ''اتقی'' اسم تفضیل ہے، اس کا حقیقی معنی ہے ''سب سے بڑا پرہیزگار'' اس کا معنی ''تقی'' (پرہیزگار) کرنا حقیقت سے بغیر ضرورت پھیرنا ہے جو درست نہیں۔